علمائے کرام کا وٹس ایپ گروپ

بزم علماء والأئمه

03345613913

Scanned with CamScanner

عالمی یوم خواتین کی مناسبت سے

اسلام میں عورت

کی مختلف حیثیتوں پر ایک نظر

تصنیف

مولانا ندیم احمد انصاری حفظہ اللہ

(ڈائریکٹر الفلاح اسلامک فاؤنڈیشن، انڈیا)

الفلاح اسلامک فاؤنڈیشن انڈیا

Scanned with CamScanner

بزمِ علماء والأئمة

صرف علماء، طلباء اور خطباء شامل ہوں

03345613913

آنے والا جمعہ کس عنوان پہ مناسب یا ضروری ہے

اس بارے میں

اپنی مفید آراء و تجاویز اور ان
سے متعلقہ کتب اوپر دئیے
گئے نمبر پہ ارسال فرمائیں

Scanned with CamScanner

تفصیلات

کتاب: اسلام میں عورت کی مختلف حیثیتوں پر ایک نظر

مصنف: مولانا ندیم احمد انصاری

صفحات: ۱۶

ناشر: الفلاح اسلامک فاؤنڈیشن، انڈیا

ویب سائٹ: www.afif.in

ای میل: alfalahislamicfoundation@gmail.com

بلاگ: Alfalahislamicfoundation.blogspot.in

فیس بک: facebook.com/alfalahislamicfoundation

Scanned with CamScanner

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آج ہر طرف حقوقِ نسواں کے نام پر ایک ہنگامہ بپا ہے اور لوگ اس صنفِ نازک کے جذبات سے کھیل کر اپنے مقاصد حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ایک طرف انھیں آزادی کے نام پر برسرِ بازار لا کر کھڑا کر دیا گیا ہے اور دوسری طرف ان کے حقوق کے نام پر ایسے بے تکے قوانین بنائے جا رہے ہیں، جن سے ہر گھر کا چین وسکون غارت ہو گیا ہے۔ ایسے ہی ضمیر فروشوں نے یہ راگ الاپنا بھی شروع کیا ہے کہ اسلام نے عورت کی آزادی صلب کر لی اور انھیں چہار دیواری میں بند کر دیا۔ گو یہ راگ پُرانا ہے اور اس پر متدین حضرات کی جانب سے بہت کچھ عرض کیا جاتا رہا ہے، اس وقت ہمارے پیش نظر بھی اسی غلط دعوے کے ابطال پر چند توضیحات پیش کرنا ہے۔ کسی بھی عورت کی بنیادی طور پر زندگی بھر میں چار حیثیتیں ہوتی ہیں؛ (۱) بیٹی: جب وہ جنم لیتی ہے تو کسی کی بیٹی ہوتی ہے (۲) بہن: اگر ماں باپ کے کوئی اور اولاد بھی ہو تو اُس سے اِس کا رشتہ بہن کا ہوتا ہے (۳) بیوی: نکاح کے بعد وہ کسی کی بیوی بن جاتی ہے اور (۴) جب خدا اس کی گود میں اولاد کی نعمت عطا فرماتا ہے تو وہ ایک ماں ہوتی ہے۔ اسلام نے ان سبھی حیثیتوں میں اسے نہایت اہم درجہ دیا ہے یہ اور بات ہے کہ لوگوں نے اس پر

Scanned with CamScanner

تعصب یا لاعلمی کے پردے ڈال دیے ہیں۔ہم یہاں عورت کی انھیں حیثیتوں پر اسلام کی رو سے مختصر ترین گفتگو کریں گے۔ان شاء اللہ

بحیثیت بیٹی

زمانۂ جاہلیت میں مشرکین عورت کو کسی رتبے اور مقام کا اہل نہ سمجھتے تھے اس لیے وہ لڑکی کے پیدا ہونے پر غضب ناک ہوتے، حالاں کہ وہ بھی جانتے تھے کہ نظامِ کائنات کے تحت شادیوں کے لیے لڑکی کی پیدائش ضروری ہے، لیکن اس کے باوجود جب ان کے ہاں بیٹی پیدا ہوتی تو وہ اسے زندہ در گور کر دیتے۔ قرآن کریم نے ان کے اس قبیح فعل کو اس طرح بیان کیا ہے:

وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُم بِالْأُنثَىٰ ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدًّا وَهُوَ كَظِيمٌ، يَتَوَارَىٰ مِنَ الْقَوْمِ مِن سُوءِ مَا بُشِّرَ بِهِ أَيُمْسِكُهُ عَلَىٰ هُونٍ أَمْ يَدُسُّهُ فِي التُّرَابِ أَلَا سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ۔ اور جب ان میں سے کسی کو بچی کی ولادت کی خبر دی جاتی ہے تو اس کا چہرہ سیاہ پڑ جاتا ہے اور وہ غصہ میں گھٹتا جاتا ہے۔وہ (بزعم خویش) اس ''بری خبر'' کی عار کی وجہ سے قوم سے چھپتا پھرتا ہے۔وہ (سوچتا ہے کہ) آیا اس کو ذلت کی حالت میں لیے پھرے یا زندہ زمین میں دفن کر دے۔خبر دار! کتنا برا خیال ہے جو وہ کرتے ہیں۔(سورہ نحل:۵۹-۵۸)

اس طرح اسلام نے بیٹیوں کو زندہ در گور کرنے پر روک لگا کر دورِ جاہلیت

Scanned with CamScanner

کی اس رسم بد کا قلع قمع کیا۔ وہ معاشرہ جہاں بیٹی کی پیدائش کو ذلت و رسوائی تصور کیا جاتا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیٹی کو احترام وعزت کا مقام عطا کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

من كان له ثلاث بنات و صبر عليهن و كساهن من جدته كن له حجاباً من النار۔ جس شخص کے تین بیٹیاں ہوں اور وہ ان کی بہتر پرورش کرے، اورانھیں اپنی حیثیت کے مطابق پہنائے تو یہ لڑکیاں اس کے لیے آگ سے حجاب ہوں گی۔ (ابن ماجہ:٣٦٦٩، ادب المفرد:٧٦)

ایک روایت میں فرمایا:

من كان له ثلاث يؤويهن و يكفيهن و يرحمهن فقد وجبت له الجنة البتة۔ جس شخص کے تین بیٹیاں ہوں، جن کے رہنے سہنے کا وہ انتظام کرتا ہو اور اُن کی تمام ضرورتیں پوری کرتا ہو اور اُن سے شفقت کا برتاؤ کرتا ہو تو یقیناً اس کے لیے جنت واجب ہوگئی۔ ایک شخص نے پوچھا: اگر دو ہی (بیٹیاں) ہوں تو؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: خواہ دو ہی ہوں (ان پر بھی یہی بشارت ہے)۔ (ادب المفرد:٧٨، سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ:١٠٢٧)

یہی نہیں بلکہ اسلام نے پہلی بار وراثت میں بیٹی کا حق جاری کیا۔ ارشادِ ربانی ہے:

Scanned with CamScanner

يُوصِيكُمُ اللهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ، فَإِن كُنَّ نِسَاءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ، وَإِن كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ۔ اللہ تمھیں تمھاری اولاد (کی وراثت) کے بارے میں حکم دیتا ہے کہ لڑکے کے لیے دو لڑکیوں کے برابر حصہ ہے، پھر اگر صرف لڑکیاں ہی ہوں (دو یا) دو سے زائد تو ان کے لیے اس ترکہ کا دو تہائی حصہ ہے اور اگر وہ اکیلی ہو تو اس کے لیے آدھا حصہ ہے۔ (سورہ نساء:۱۱)

بحیثیت بہن

اسلام نے بحیثیت بہن بھی عورت کے حقوق پر توجہ دلائی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لا يكون لأحد ثلاث بنات أو أخوات فيحسن إليهن إلا دخل الجنة۔ جس شخص کے تین بیٹیاں یا تین بہنیں ہوں اور وہ ان کے ساتھ حسنِ سلوک کرتا رہے، وہ جنت کا حق دار ہوگا۔ (ترمذی: ۱۹۱۲)

بطور بہن عورت کا وراثت میں حق بیان کرتے ہوئے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا گیا:

وَإِن كَانَ رَجُلٌ يُورَثُ كَلَالَةً أَوِ امْرَأَةٌ وَلَهُ أَخٌ أَوْ أُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ فَإِن كَانُوا أَكْثَرَ مِن ذَٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَاءُ فِي الثُّلُثِ مِن بَعْدِ

Scanned with CamScanner

وَصِيَّةٍ يُّوْصَى بِهَآ أَوْ دَيْنٍ غَيْرَ مُضَآرٍّ۔ اور اگر کسی ایسے مرد یا عورت کی وراثت تقسیم کی جارہی ہو جس کے ماں باپ ہوں نہ کوئی اولاد اور اس کی ماں کی طرف سے ایک بھائی یا ایک بہن ہو (یعنی اخیافی بھائی یا بہن) تو ان دونوں میں سے ہر ایک کے لیے چھٹا حصہ ہے پھر اگر وہ بھائی بہن ایک سے زیادہ ہوں تو سب ایک تہائی میں شریک ہوں گے (یہ تقسیم بھی) اس وصیت کے بعد (ہو گی) جو (وارثوں کو) نقصان پہنچائے بغیر کی گئی ہو یا قرض (کی ادائیگی) کے بعد۔ (سورہ نساء: ۱۲)

ایک مقام پر فرمایا گیا:

يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ، إِنِ امْرُؤٌ هَلَكَ لَيْسَ لَهُ وَلَدٌ، وَلَهُ أُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ، وَهُوَ يَرِثُهَآ إِن لَّمْ يَكُن لَّهَا وَلَدٌ، فَإِن كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثَانِ مِمَّا تَرَكَ، وَإِن كَانُوٓا إِخْوَةً رِّجَالًا وَّنِسَآءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ۔ لوگ آپ سے حکم دریافت کرتے ہیں۔ آپ فرما دیجیے کہ اللہ تمھیں (بغیر اولاد اور بغیر والدین کے فوت ہونے والے) کلالہ (کی وراثت) کے بارے میں یہ حکم دیتا ہے کہ اگر کوئی ایسا شخص فوت ہو جائے جو بے اولاد ہو مگر اس کی بہن ہو تو اس کے لیے اس (مال) کا آدھا (حصہ) ہے جو اس نے چھوڑا ہے اور اگر (اس کے برعکس بہن کلالہ ہو تو اس کے مرنے کی صورت میں اس کا)

Scanned with CamScanner

بھائی اس (بہن) کا وارث ہوگا اگر اس (بہن) کی کوئی اولاد نہ ہو۔ پھر اگر (کلالہ بھائی کی موت پر) دو (بہنیں وارث) ہوں تو ان کے لیے اس (مال) کا دو تہائی (حصہ) ہے جو اس نے چھوڑا ہے اور اگر (بصورت کلالہ مرحوم کے) چند بھائی بہن مرد (بھی) اور عورتیں (بھی وارث) ہوں تو پھر (ہر) ایک مرد کا (حصہ) دو عورتوں کے برابر ہوگا۔ (سورہ نساء:١٧٦)

بحیثیت بیوی

ارشادِ ربانی ہے:

وَمِنْ اٰيٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْۤا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ۔ اور اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے تمھارے واسطے تمھاری ہی جنس سے عورتیں پیدا کیں، تاکہ تم ان کی طرف مائل ہوکر سکون حاصل کرو اور تم میں الفت ومودت پیدا کردی، جو لوگ غور کرتے ہیں، ان کے لیے ان باتوں میں بہت سی نشانیاں ہیں۔ (سورہ روم:٢١)

نکاح ایک نہایت پختہ عہد ہے، جس کے ذریعے اللہ تبارک وتعالیٰ نے زوجین کے درمیان ارتباط پیدا کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نکاح کے بعد فریقین میں سے ہر فرد کو ''زوج'' کہا جاتا ہے، چوں کہ ہر ایک دوسرے کا جوڑ ہوتا

Scanned with CamScanner

ہے۔ باری تعالیٰ نے اسی امر کی پُرحکمت تصویر کشی اس طرح کی ہے:

هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ۔ وہ تمھارے لیے لباس ہیں اور تم ان کے لیے لباس ہو۔ (سورۃ البقرۃ: ۱۸۷)

اس میں لطیف اشارہ اس طرف ہے کہ زوجین کو باہم الفت ومحبت کے ساتھ اور ایک دوسرے کے لیے ستر پوشی کا ذریعہ بن کر رہنا چاہیے۔ لباس کے مقاصد میں سے ایک یہ ہے کہ اس کے ذریعے پردہ حاصل ہوتا ہے، اسی طرح میاں بیوی کو بھی ایک دوسرے کی عیب پوشی کا معاملہ کرنا چاہیے۔ لباس کا ایک مقصد زینت حاصل کرنا بھی ہے، اس سے معلوم ہوا کہ میاں بیوی کو ایک دوسرے کے لیے باعثِ زینت ہونا چاہیے، چوں کہ یہ دونوں ایک دوسرے کے لیے لازم وملزوم ہوتے ہیں۔ میاں بیوی کے تعلق کے یہ دو فائدے نہایت اہم ہیں، اگر بیوی نہ ہو تو شوہر اپنے جنسی تقاضوں کی تکمیل کے لیے نہ جانے کہاں کہاں منہ مارتا پھرے۔ اس آیت سے ایک بات اور سمجھی جا سکتی ہے کہ جس طرح لباس انسان کے جسم کے سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے، اسی طرح انسانی زندگی میں میاں بیوی ایک دوسرے کے قریب ترین ہوتے ہیں۔ (انظر حقوق العباد: ۵۲)

شوہر و بیوی، دونوں کے حقوق مساوی ہیں، بجز ان چند باتوں کے جو مَردوں کے ساتھ ان کی فطرت کے لحاظ سے مختلف ہیں۔

Scanned with CamScanner

ارشادِ ربانی ہے:

وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۠ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ۔ عورتوں کا حق مَردوں پر ویسا ہی ہے، جیسے دستور کے موافق مَردوں کا حق عورتوں پر ہے، البتہ مَردوں کو عورتوں پر ایک درجہ فضیلت ہے۔(سورہ بقرہ:۲۲۸)

خیال رہے! اس فضیلت کا مطلب ہر گز یہ نہیں کہ عورت، مرد کی غلام ہے ،شوہر جو چاہے اس کے ساتھ سلوک کرے، بلکہ عورت کے بالمقابل مرد پر زیادہ ذمے داری ڈالی گئی ہے کہ وہ عورت کے حقوق کا لحاظ رکھے۔

ارشادِ ربانی ہے: وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰۤى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا۔ مومنو! (اپنی) بیویوں کے ساتھ اچھے طریقے سے پیش آؤ۔ اگر وہ تمھیں (کسی معاملے میں) ناپسند ہوں، (تو) عجب نہیں کہ تم ایک چیز کو ناپسند کرو اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس میں بہت سی بھلائی رکھ دی ہو۔ (سورہ نساء:۱۹)

یہاں اللہ تبارک وتعالیٰ نے واضح ہدایت فرما دی کہ بیوی کے حقوق ،کشادہ دلی سے ادا کرتے رہنا اور ہر معاملے میں ان کے ساتھ احسان و ایثار کی روِش اختیار کیے رہنا۔

Scanned with CamScanner

بحیثیت ماں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہلِ ایمان کی توجہ مبذول کراتے ہوئے ارشاد فرمایا؛

فإن الجنة عند رجلها۔ جنت ماں کے قدموں تلے ہے۔(ابن ماجہ: ۲۷۸۱، الترغیب:۳۶۵۶)

نیز فرمایا انسان کے حسنِ سلوک کی سب سے زیادہ مستحق اس کی ماں ہے:

عن ابی هریرة رضی اللہ عنہ قال: جاء رجل الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال: یا رسول اللہ! من أحق الناس بحسن صحابتی؟ قال: امک، قال: ثم من؟ قال: امک، قال: ثم من؟ قال: امک، قال: ثم من؟ قال: ابوک۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کیا؛ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمھاری والدہ۔ اس نے عرض کیا: پھر کون؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمھاری والدہ۔ اس نے عرض کیا: پھر کون؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمھاری والدہ۔ اس نے عرض کیا: پھر کون؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمھارے والد۔ (بخاری: ۵۹۷۱، مسلم: ۲۵۴۸، ابن ماجہ: ۲۷۰۶، مسند احمد: ۴۱۷۲)

Scanned with CamScanner

بعض حضرات نے اس حدیث کے الفاظ سے ایک مسئلہ نکالا ہے کہ کسی شخص پر والدین کے ساتھ حسنِ سلوک اور بھلائی کرنے کے جو حقوق عائد ہوتے ہیں، ان میں ماں کا حصہ باپ سے تین گنا بڑھا ہوا ہے۔جس کی مندرجہ ذیل تین وجہیں ہیں: (۱) وہ حمل کا بوجھ اٹھاتی ہے (۲) ولادت کی تکلیف ومشقت برداشت کرتی ہے اور (۳) دودھ پلاتی ہے۔

فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ اولاد پر والدہ کا حق والد کے حق سے بڑا ہے، اور اُس کے ساتھ سلوک وبھلائی اور اس کی خدمت ودیکھ بھال کرنا زیادہ واجب اور زیادہ ضروری ہے اور اگر ایسی صورت پیش آجائے، جس میں بیک وقت دونوں کے حقوق کی ادائیگی دشوار ہوجائے؛ مثلاً: والدین کے درمیان کسی وجہ سے اَن بَن ہو اور لڑکا اگر ماں کے حقوق کی رعایت کرتا ہے تو باپ ناراض ہوتا ہو اور اگر باپ کے حقوق کا لحاظ کرتا ہے تو ماں آزردہ ہوتی ہو، تو ایسی صورت میں یہ درمیانی راہ نکالی جائے کہ تعظیم واحترام میں تو باپ کے حقوق کو فوقیت دے اور خدمت گزاری نیز مالی امداد وعطا میں ماں کو فوقیت دے۔(مستفاد مظاہر حق جدید: ۵/۵۰۱-۵۰۰ بتصرف)

□□□

کتبہ العبد ندیم احمد انصاری

Scanned with CamScanner

بزم علماء والأئمة

الحمدللہ

موقع کی مناسبت سے ہر جمعہ بیان کا عنوان ۔۔۔ اور اس عنوان پہ تیاری کا مواد بصورتِ کتب فراہم کیا جاتا ہے

برائے رابطہ

03345613913

علماء ، طلباء اور خطباء کو اس گروپ میں شامل کروائیں

Scanned with CamScanner